ایمان کی باتیں

محمد شاہ رخ رضا قادری

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

ایمان کی باتیں

محمد شاہ رخ رضا قادری

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نــــــــــــــــام:

ایمان کی باتیں

ازقلـــــــــــــــم:

محمد شاہ رخ رضا قادری

سَنہ اشـــــــاعت:
شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ
MARCH 2023

صـــفحات:
90

OUR DESIGNING PARTNER

PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO

POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

© 2023 All Rights Reserved.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

Contents

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں 6
مقدمہ 9
توحید باری تعالی اور حمد و ثنا کا بیان 11
ایمان کی تعریف 14
ایمانیات 14
ایمان کی اہمیت و ضرورت 16
صبر کی تعریف 21
انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے..؟ 21
بدمُعاش کی توبہ 23
صبر کی اقسام 24
صبر کے فضائل 25
صبر اور نماز سے مدد چاہنے کا حکم 26
صبر و نماز سے مدد اور بزرگان دین کی سیرت 27
غیر خدا سے مدد طلب کرنا شرک نہیں 28
سوال: بعد وفات نبیوں صحابیوں اور ولیوں کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے یا نہیں ؟ . 30

رزق حلال کھانے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا حکم 34
رزق حلال کے فضائل اور حرام کی مذمت 35
لقمہ حلال کی برکت اور لقمہ حرام کا وبال 38
رزق حلال کا تقویٰ وایمان وغیرہ سے تعلق 39
شکر کا معنی 40
شکر کے فضائل 40
شکر کی حقیقت 41
ادائے شکر کے طریقے 42
روزوں کی فرضیت کا بیان 44
روزہ بہت قدیم عبادت ہے: 44
روزے کا مقصد سب سے بنیادی مقصد: 45
عقل ودانائی کی فضیلت اور حماقت کی مذمت 46
عقل کی پیدائش 46
اہلِ علم ومعرفت 47
عقل کی اقسام 47
عقل مندوں کے لئے 99 درجات: 48

عقل کی رعایا: 49
نفس کی لگام عقل کے ہاتھ: 49
عقل کی حقیقت: 49
عقل کا آئینہ: 51
عقل مند اتراتا نہیں ہے: 52
عاقل اور جاہل کی پہچان: 52
چار چیزیں چار کی محتاج ہیں: 53
چار چیزیں چار تک پہنچا دیتی ہیں: 53
عقل میں اضافے کا نسخہ: 53
علم، ادب، عالِم اور طالِبِ علم کی فضیلت کا بیان 54
علم کے فضائل 55
دنیا و آخرت کی بھلائی اور بُرائی: 56
علم ایک نہر اور حکمت ایک دریا ہے: 56
چار طرح کے علوم: 57
علم کے ساتھ قلیل عمل بھی مفید ہے: 58
علم کے بغیر عمل نقصان دہ ہے: 58

علم کی حفاظت نہ کرنے کی نحوست: 59
بدترین عالم اور بہترین امیر: 60
علم کا شرف: 60
علم کو تجارت بنانے والے: 61
حصولِ علم پر صبر کی برکت: 61
حافظے کی کمزوری کا علاج: 62
قوتِ حافظہ کے لئے وظائف: 63
سیّدُنا امام بخاری کی حدیث دانی: 64
علم سے متعلق متفرق اقوال: 65
چار چیزیں سردار بنادیتی ہیں: 66
عِلمِ نحو کی اہمیت: 66
کیا آبِ زم زم شریف پینے کے لیے اعتکاف کی نیت کی جاسکتی ہے؟ 67
یہ مسئلہ تو ہم نے پہلی بار سنا ہے 68
کیا عید کی نماز تنہا پڑھ سکتے ہیں؟ 69
میت کو مہندی لگانا اور زیور پہنانا کیسا؟ 69
کیا شادی میں شیروانی پہننا سنت ہے؟ 71

کیا فون پر عیادت یا تعزیت کرنا کافی ہے؟ 72
حضرتِ جبریل امین کے پَروں کی تعداد: 72
خانۂ کعبہ، سبز گنبد اور نعلِ پاک کے نقش والی ٹوپی پہن کر بیت الخلا جانا کیسا؟ 73
برف سے تیمم کا شرعی حکم.؟ 74
خانۂ کعبہ پر پہلی نظر پڑے تو کونسا عمل کیا جائے؟ 75
قرآنِ کریم میں وضو کا حکم.؟ 75
شوہر کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر جانے والی عورت کا حکم.؟ 76
ہماری اردو کتابیں: 78

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا

جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّ حِیْم،
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ اِحْسَا نِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہ صلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

انتساب

یہ کتاب اپنے والدِ گرامی محمد نبی احمد اور والدۂ محترمہ فاطمہ بی کے نام جن کے تقویٰ، پرہیزگاری، اور دعائے صبح گاہی کی برکت، اور ان کی محنت و مشقت سے میں اس مقام پر پہنچا ہوں، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ان دونوں کا سایہ ہمارے اوپر تا دیر قائم فرمائے، خدائے تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے پھول ہمیشہ برسائے، اور اس کتاب کو ہمارے لئے ذریعہ بخشش بنائے،

آمین یارب العالمین بجاه النبی الامین صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حقیر: محمد شاہ رخ رضا قادری رضوی

مقدمہ

دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے جہاں اللہ تعالی کی وحدانیت اور آخری نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے، وہیں اللہ تعالی کی آخری کتاب قرآنِ کریم پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، تمام معاملات میں اللہ تعالی اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے احکام پر عمل کرنا اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہنا ضروری ہے، اور علم کے بغیر چونکہ عمل ممکن نہیں اس لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ احکام و ممنوعات کا علم بھی حاصل کرے، علم کے حصول کا بنیادی ذریعہ قرآن و حدیث اور ان سے حاصل کردہ علوم ہیں، لہذا حصولِ علم کے سمعی بصری کسی بھی ذریعے سے علم حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ احکام خداوندی پر عمل ہو سکے، علمِ دین سکھانے کے حوالے سے علمائے شریعت و صوفیائے طریقت ہمیشہ سے مختلف انداز اپناتے آئے ہیں، جن میں ایک عظیم طریقہ قرآنی علوم و تعلیمات سے آشنائی بھی ہے، مختلف انداز مثلاً عقائد، وفقہ، اور اخلاقیات، کو عنوان بنا کر متعلقہ آیات کی تفسیر کی جاتی ہے۔ انہیں مختلف اسالیب میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جن میں اہل ایمان سے، * ایمان کی باتیں * کو عظیم الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے، ان آیات کی تفسیر ایک جگہ جمع کر دی جائے، زیرِ نظر کتاب ان ہی آیات کی تفسیر پر مشتمل ہے، دعا

ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عام کا شرف عطا فرمائے اور اسے میرے لئے توشہ آخرت وسامانِ مغفرت بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد شاہ رخ رضا قادری رضوی

توحید باری تعالی اور حمد و ثنا کا بیان

جان لو کہ اللہ تعالی اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بے مثل ہے اس کی کوئی مثال نہیں، بے نیاز ہے اس کا کوئی ہم سر نہیں، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہیں اور نہ ہی اس کی ہمیشگی کی کوئی انتہا ہے۔ وہ قیوم (یعنی دوسروں کو قائم رکھنے والا) ہے، نہ تو زمانہ اسے فنا کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مدت اسے تبدیل کر سکتی ہے بلکہ وہ اَوّل وآخر اور ظاہِر وباطن ہے، وہ جسمانیت سے پاک ہے، کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہ ہر شے سے بلند و بالا ہے۔ اس کا بلند و بالا ہونا اسے اس کے بندوں سے دور نہیں کرتا بلکہ وہ تو ان کے دل کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، بے شک ہر چیز اللہ تعالی کے سامنے ہے اور تم جہاں بھی ہو وہ اپنے علم وقدرت سے تمہارے ساتھ ہے۔ جس طرح اس کی ذات دیگر ذاتوں کی طرح نہیں اسی طرح اس کا قریب ہونا بھی جسموں کے قریب ہونے کے مشابہ نہیں ہے۔ وہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی زمانہ اس کی حدبندی کرے اور یہ بھی اس کے شایانِ شان نہیں کہ کوئی جگہ اس کا احاطہ کرے۔ آیات وروایات سے یہ بات ثابت ہے کہ جنت میں نیک بندے اس کا دیدار کریں گے۔ وہ زندہ، قدرت وعظمت والا اور غالب ہے، اس کو کسی قسم کی مجبوری یا بے بسی لاحق نہیں ہوتی اور نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند۔ بادشاہت،

عزت اور طاقت اسی کے لئے ہے۔ اس نے مخلوق اور ان کے اعمال کو پیدا کیا نیز ان کی روزی اور موت کا وقت مقرر فرمایا۔ اس کی قدرتوں کا کوئی شمار نہیں اور نہ ہی اس کی معلومات کی گنتی ممکن ہے، وہ تمام معلومات کا عالِم ہے، آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں، وہ ہر چھپی اور انتہائی مخفی چیز کو جانتا ہے اور دلوں میں آنے والے وسوسوں اور پوشیدہ باتوں پر بھی مُطَّلَع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی تخلیقِ کائنات کا ارادہ فرمانے والا اور نئ پیدا ہونے والی اشیاء کی تدبیر فرمانے والا ہے۔ اس کی سلطنت میں واقع ہونے والا ہر معاملہ چاہے کم ہو یا زیادہ، بڑا ہو یا چھوٹا، بھلائی ہو یا برائی، نفع ہو یا نقصان اس کی قضا و قدرت اور حکمت و مشیت سے ہی وقوع پذیر ہوتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ وہ کسی بھی چیز کو پہلی دفعہ تخلیق کرنے والا اور پھر دوسری دفعہ وجود دینے والا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے احکام کو ٹالنے والا اور اس کے فیصلوں کو رد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کی توفیق اور رحمت کے بغیر بندے کا اس کی نافرمانی سے بچنا ممکن نہیں نیز اس کی چاہت و ارادے کے بغیر بندہ اس کی عبادت بھی نہیں کر سکتا۔ اگر تمام انسان وجنات اور فرشتے و شیاطین جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر عالَم کے کسی ذرے کو حرکت دینا یا ساکن کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ سننے والا، دیکھنے والا ہے اور وہ ایسا کلام فرماتا ہے جو اس کی مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں۔ اس کے سوا ہر چیز حادث ہے جسے اس نے اپنی قدرت سے پیدا

فرمایا۔ عالَم میں ہونے والی ہر حرکت اور سکون میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے جو اس کی وحدانیت ویکتائی پر دلالت کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ (پارہ ۴، اٰل عمرٰن: ۱۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

شاعر ابو عتاہیہ نے کہا ہے:

فَیَا عَجَبًا کیفَ یَعصِی الْاِلٰهَ
اَمْ کَیْفَ یَجْحَدُهُ الْجَاحِدُ
وَاللهِ فِیْ کُلِّ تَحْرِیْکَةٍ
وَّفِیْ کُلِّ تَسْکِیْنَةٍ شاهِدُ
وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّهٗ اٰیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهُ الْوَاحِدُ

ترجمہ: تعجب کی بات ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیسے کرتا ہے یا کافر اس کی ذات کا انکار کیونکر کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہر حرکت وسکون میں اس کی (اُلُوہیت کی) گواہی موجود ہے اور (کائنات کی) ہر شے میں اس کی وحدانیت کی نشانی موجود

ہے۔(دین و دنیا کی انوکھی باتیں, صفحہ نمبر 4)

ایمان کی تعریف

ایمان کا لغوی معنٰی ہے: تصدیق کرنا یعنی سچا مان لینا اور اصطلاحِ شرع میں ایمان کے معنی ہیں: سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین سے ہیں،

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے: حضور کی حقانیت کو صدقِ دل سے ماننا ایمان ہے، جو اس کا مقر (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے جب کہ اس کے کسی قول، یا فعل، یا حال، میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب (یعنی جھٹلانا) یا توہین نہ پائی جائے،

(فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ نمبر 254)

ایمانیات

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا جب تک وہ حُضور اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بتائی ہوئی ان باتوں پر ایمان نہ لائے کہ (ا)... مرنے کے بعد اللہ تعالی کے فرشتوں میں سے دو فرشتے منکر نکیر قبر میں بندے سے توحید و رسالت کے بارے میں سوالات کریں گے، اس سے پوچھیں گے: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟

تیرے نبی کون ہیں ؟ (۲)...عذابِ قبر پر ایمان لائے کہ یہ حق ہے۔(۳) ... میزان (جس پر اعمال کا وزن ہوگا) حق ہے۔(۴)...پل صراط حق ہے۔(۵)...حساب حق ہے۔(۶) جنت و دوزخ حق ہیں ۔(۷)...اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔(۸)...کچھ گناہ گار مؤمنین کو سزا کے بعد دوزخ سے نکالے گا حتّٰی کہ جہنم میں کوئی بھی ایسا شخص نہ رہے گا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔(۹)...انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شفاعت (۱۰)...عُلَما کی شفاعت اور(۱۱)...شُہَدا کی شفاعت پر ایمان لائے۔ (۱۲) ...صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی فضیلت کا اعتقاد رکھے نیز(۱۳)...تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں اچھا گمان رکھے جیسا کہ احادیث و روایات میں یہ حکم موجود ہے۔

پس جو شخص ان تمام باتوں پر پختہ ایمان لائے تو وہ اہلِ حق و اہلِ سنّت میں سے ہے اور گمراہی و بدعت کے شکار گروہ سے الگ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدے پر استقامت عطا فرمائے اور مرتے دم تک اسی پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے بے شک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔

یہ عقیدہ توحید پانچ ارکانِ اسلام میں سے ایک پر مشتمل ہے۔سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے

رسول ہیں۔نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور استطاعت ہونے پر بَیْتُ اللہ کا حج کرنا۔(دین و دنیا کی انوکھی باتیں، صفحہ نمبر5)

ایمان کی اہمیت و ضرورت

اللہ تعالی کی وحدانیت، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر تمام ضروریات دین پر سچے دل سے ایمان لانا اور دینے اسلام قبول کرنا فرض و لازم اور نجات کا تنہا ذریعہ ہے، ایمان کی عظمت و اہمیت سمجھنے کے لئے درج ذیل تین نکات پر غور کریں۔

(1)خدا کی بارگاہ میں صرف دینِ اسلام ہی قابل قبول ہے اور اس کے علاوہ دوسرا کوئی دین قابل قبول نہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ:}

ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

(پارہ3،سورہ آل عمران:آیت 19)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ہر نبی کا دین اسلام ہی تھا لہٰذا اسلام کے سوا کوئی اور دین بارگاہِ الٰہی تعالی میں مقبول نہیں لیکن اب اسلام سے مراد وہ دین ہے جو حضرت محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لائے، چونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کیلئے رسول بنا کر

مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو آخری نبی بنایا، تو اب اگر کوئی کسی دوسرے آسمانی دین کی پیروی کرتا بھی ہو لیکن چونکہ وہ اللہ تعالی کے اِس قطعی اور حتمی دین اور نبی کو مکمل طور پر نہیں مان رہا لہٰذا اس کا آسمانی دین پر عمل بھی مردود ہے۔

(صراط الجنان فی تفسیر القرآن، پارہ 3، سورہ آل عمران: آیت 19)

نیز دوسرے مقام پر انتہائی واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُۚ-وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ}

ترجمہ: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔

(پارہ 3، سورہ آل عمران، آیت: 85)

(2) ایمان لانے والے نے دنیا میں اخلاص کے ساتھ جو بھی نیک کام کیا ہو گا اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں فرمائے گا بلکہ اپنے فضل و رحمت سے انہیں قبول فرما کر ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖۚ-وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ۔}

ترجمہ: تو جو کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری

نہیں اور ہم اسے لکھ رہے ہیں۔(پارہ 17، سورۃ الانبیاء، آیت:94)

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

{وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا}

ترجمہ:اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔(پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 19)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا}

ترجمہ:اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہو گا نہ نقصان کا۔(پارہ 16، سورہ طٰہٰ، آیت:112)

جب کہ کافر نے دنیا میں جو بھی نیک عمل کیا ہو گا اس کا صلہ اسے دنیا میں ہی دیا جائے گا آخرت میں اس کا کوئی نیک عمل اسے فائدہ نہ دے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَ مَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍؕ-لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍؕ-ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ}

ترجمہ: اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا یہی ہے دور کی گمراہی۔ (پارہ 13، سورہ ابراہیم، آیت: 18)

اور حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "جس مومن کو دنیا میں کوئی نیکی دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ظلم نہیں کرے گا، اسے آخرت میں بھی جزا دی جائے گی اور رہا کافر تو اس نے دنیا میں جو اللہ تعالی کیلئے نیکیاں کی ہیں ان کا اجر اسے دنیا میں دے دیا جائے گا اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کی اسے جزا دی جائے۔

(مسلم، کتاب صفة القیامة والجنّة والنار، باب جزاء المؤمن بحسناته فی الدنیا والآخرة۔۔۔ الخ، ص۱۵۰۸، الحدیث: ۵۶(۲۸۰۸))

(3) حالت کفر میں موت آئی تو آخرت میں ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ہوگا، اور حالت ایمان میں حاضری ہوئی تو رب کی رحمت سے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا، اللہ ایمان پر خاتمہ بالخیر فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَؕ-لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰى(74)وَ مَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓىٕكَ لَهُمُ

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی (75) جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ-وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى (76)}

ترجمہ: بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم ہوکر آئے تو ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے نہ جئے۔اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے کام کئے ہوں تو انہیں کے درجے اونچے۔بسنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا۔

(پارہ 16، سورہ طٰہٰ، آیت:74-76}

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو جہنم سے بچنا اور جنت میں داخل ہونا پسند ہو تو اسے موت ضرور اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جس معاملے کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو، وہی معاملہ دوسروں کے ساتھ کرے،

(مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، 2/625، حدیث:6821)

اور چونکہ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں اس لئے فوری ایمان قبول کرلینا، ایمان پر ثابت قدم رہنا اور اس کی حفاظت کی بھرپور کوشش کرنا ضروری ہے، تاکہ موت کے وقت ایمان سلامت رہے اور قیامت کے دن جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ نصیب ہو، آمین۔(اے ایمان والو! صفحہ نمبر 56)

صبر کی تعریف

صبر کا معنی ہے نفس کو اس چیز پر روکنا جس پر رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو یا نفس کو اس چیز سے باز رکھنا جس سے رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو۔

(مفردات امام راغب، حرف الصاد، ص ۴۷۴)

(تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن، پارہ 2 سورۃ البقرہ، آیت 153)

انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے..؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن واِنس کی تخلیق و پیدائش کا مقصد اپنی عبادت کو قرار دیتے ہوئے قراٰنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۵۶)

(پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اِنہیں اس مقصد میں کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف وَنَہْیٌ عَنِ الْمُنکَر کے اہم کام کیلئے

مبعوث فرماتا رہا اور آخر میں اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خاتَمُ الاَنْبِیا کا تاج پہنا کر نبوّت کا دَروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند فرمادیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تبلیغِ دین کے اس فریضے کو کَمَا حَقُّہٗ ادا فرمایا اور حِجَّۃُ الوَداع کے موقع پر یہ ذِمّہ داری اپنے جانثار و فرماں بردار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور ان کے ذریعے سے دیگر اُمّتیوں کے سپرد فرمادی۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بخوبی اس ذِمہ داری کو نبھایا۔ ان کے بعد بزرگانِ دین اور علمائے کرام نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اپنے مَنصب کے مطابق حسبِ اِستطاعت اسے سرانجام دیتے رہے۔ ان اَسلاف کی شبانہ روز کوششوں کے باعث لوگوں کی زندگیوں میں مَدَنی اِنقلاب برپا ہوگئے۔ بے شمار غیر مسلموں کو ایمان نصیب ہوا، بہت سارے بے نمازی نمازوں کے پابند بن گئے، معاشرے کے بگڑے افراد سُدھر گئے، ماں باپ کے نافرمان فرماں بردار بن گئے، حبِّ دنیا میں غرق محبتِ الٰہی سے سرشار اور عشقِ نبی کے اسیر ہوگئے اور لاتعداد افراد صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے تائب ہوکر نیکیوں میں مصروف ہوگئے۔ اس طرح لوگوں کے اجڑے چمنستانوں میں بہاریں مسکرانے لگیں۔ بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کی کاوشوں سے لوگوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہونے کے لاتعداد واقعات ان کی سیرت کی کتابوں میں ملتے ہیں جنہیں پڑھ کر دلوں کو جِلا ملتی ہے۔

بدمُعاش کی توبہ

منقول ہے کہ ایک بدمعاش نوجوان حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دِینار عَلَیْه رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کا ہمسایہ تھا۔ لوگ اس سے بہت پریشان رہتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت سیّدنا مالک بن دینار عَلَیْه رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار سے اس کے مظالم کی شکایت کی، تو آپ نے اُس کے پاس جاکر سمجھایا لیکن اس نے گستاخی کے ساتھ پیش آتے ہوئے کہا کہ ”میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دَخیل ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے جب اس سے فرمایا کہ ’میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا۔‘‘ تو اس نے جواب دیا: ”وہ بہت ہی کریم ہے میرے خلاف وہ کسی کی بات نہیں سنے گا۔“ آپ رَحمۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: اگر وہ نہیں سنے گا تو میں اللّٰہ تعالی سے عرض کروں گا۔‘ اس نے کہا کہ وہ بادشاہ سے بھی زیادہ کریم ہے۔

یہ سن کر آپ واپس آ گئے لیکن کچھ دنوں بعد جب اس کے ظالمانہ افعال حد سے زیادہ ہو گئے تو لوگوں نے پھر آپ رَحمۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے شکایت کی اور آپ پھر نصیحت کرنے جا پہنچے لیکن غیب سے آواز آئی: ’میرے دوست کو پریشان مت کرو۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو یہ آواز سن کر بہت حیرانی ہوئی اور اس نوجوان سے کہا کہ میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا ہوں جو میں نے راستے میں سنی ہے۔

اس نے کہا: اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہِ خدا میں خیرات کرتا ہوں۔' اور پورا سامان خیرات کر کے نامعلوم کس سمت چلا گیا۔

اس کے بعد سوائے حضرت سیّدنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہِ الْغَفَّار کے کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔ آپ نے بھی مکہ معظمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ بہت ہی کمزور اور مرنے کے قریب تھا اور کہہ رہا تھا کہ خدا نے مجھے اپنا دوست فرمایا ہے میں اس کے احکام پر جان و دل سے نثار ہوں اور مجھے علم ہے کہ اس کی رضا صرف عبادت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور آج سے میں اس کی رضا کے خلاف کام کرنے سے تائب ہوں۔' یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیا، باب چہارم، ذکر مالک دینار، ۱/۵۰)

صبر کی اقسام

بنیادی طور پر صبر کی دو قسمیں ہیں: (۱)...بدنی صبر جیسے بدنی مشقتیں برداشت کرنا اور ان پر ثابت قدم رہنا (۲)...طبعی خواہشات اور خواہش کے تقاضوں سے صبر کرنا۔ پہلی قسم کا صبر جب شریعت کے موافق ہو تو قابل تعریف ہوتا ہے لیکن مکمل طور پر تعریف کے قابل صبر کی دوسری قسم ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الصبر والشکر، بیان الاسامی التی تتجدد للصبر۔۔۔الخ، ۴/۸۲)

(تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن، پارہ 2 سورۃ البقرہ، آیت 153)

صبر کے فضائل

قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال میں صبر کے بے پناہ فضائل بیان کئے گئے ہیں، ترغیب کے لئے ان میں سے 10 فضائل کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(1)...اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(پ۱۰، الانفال:۴۶)

(2)...صبر کرنے والے کو اس کے عمل سے اچھا اجر ملے گا۔

(پ۱۴، النحل:۹۶)

(3)...صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر ملے گا۔

(پ۲۳، الزمر:۱۰)

(4)...صبر کرنے والوں کی جزاء دیکھ کر قیامت کے دن لوگ حسرت کریں گے۔

(معجم الکبیر، ۱۲/۱۴۱، الحدیث:۱۲۸۲۹)

(5)...صبر کرنے والے رب کریم تعالی کی طرف سے درود و ہدایت اور رحمت پاتے ہیں۔

(پ۲، البقرۃ:۱۵۷)

(6)...صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔

(پ۴، آل عمران:۱۴۶)

(7)...صبر آدھا ایمان ہے۔

(مستدرک، کتاب التفسیر، الصبر نصف الایمان، ۳/۲۳۷، الحدیث: ۳۷۱۸)

(8)...صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الصبر والشکر، بیان فضیلۃ الصبر، ۴/۷۶)

(9)...صبر کرنے والے کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔

(ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، ۴/۱۷۹، الحدیث: ۲۴۰۷)

(10)...صبر ہر بھلائی کی کنجی ہے۔

(شعب الایمان، السبعون من شعب الایمان، فصل فی ذکر مافی الاوجاع۔۔۔ الخ، ۷/۲۰۱، رقم: ۹۹۹۶)

(تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن، پارہ 2، سورۃ البقرہ آیت: 153)

صبر اور نماز سے مدد چاہنے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ-اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ}

ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

(پارہ 2، سورہ البقرۃ، آیت: 253)

آیت کا معنیٰ: اس آیت میں فرمایا گیا صبر اور نماز سے مدد مانگو صبر سے مدد طلب کرنا یہ ہے کہ عبادات کی ادائیگی گناہوں سے رکنے اور نفسانی خواہشات پورا نہ کرنے پر صبر کیا جائے اور نماز چونکہ تمام عبادات کی اصل اور اہل ایمان کی معراج اور (خدا سے تعلق مضبوط بنانے کا ذریعہ ہے) صبر کرنے میں بہترین معاون ہے اس لیے اس سے بھی مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا اور ان دونوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ بدن پر باطنی اعمال میں سب سے سخت صبر اور ظاہری اعمال میں سب سے مشکل نماز ہے،

(روح البیان، البقرہ، تحت الایۃ:153، 1/257، ملخصا)

صبر و نماز سے مدد اور بزرگان دین کی سیرت

قرآن پاک میں ایک اور مقام پر یہی حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ

ترجمہ: اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔

(پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت:45,)

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت مہم پیش آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہو جاتے،

(ابو داؤد، کتاب التطوع، باب وقت قیام، النبی من اللیل، 2/52، حدیث:1319)

غیر خدا سے مدد طلب کرنا شرک نہیں

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے ۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:"خدارا انصاف! اگر آیۂ کریمہ "اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" میں مطلق استعانت کا ذاتِ الٰہی جَلَّ وَعَلا میں حصر مقصود ہو تو کیا صرف انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی سے استعانت شرک ہوگی، کیا یہی غیر خدا ہیں، اور سب اشخاص واشیاء وہابیہ کے نزدیک خدا ہیں یا آیت میں خاص انہیں کا نام لے دیا ہے کہ ان سے شرک اوروں سے روا ہے۔ نہیں نہیں ، جب مطلقاً ذات اَحدِیَّت سے تخصیص اور غیر سے شرک ماننے کی ٹھہری تو کیسی ہی استعانت کسی غیر خدا سے کی جائے ہمیشہ ہر طرح شرک ہی ہوگی کہ انسان ہوں یا جمادات ، اَحیاء ہوں یا اموات ، ذوات ہوں یا صفات ، افعال ہوں یا حالات ، غیر خدا ہونے میں سب داخل ہیں،

اب کیا جواب ہے آیۂ کریمہ کا کہ رب جَلَّ وَعَلا فرماتا ہے:

"وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ"

(البقرۃ:۴۵)

استعانت کرو صبر و نماز سے۔

کیا صبر خدا ہے جس سے استعانت کا حکم ہوا ہے؟ کیا نماز خدا ہے جس سے استعانت کو ارشاد کیا ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

”وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى“(مائدہ:۲)

آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو بھلائی اور پرہیزگاری پر۔

کیوں صاحب! اگر غیر خدا سے مدد لینی مطلقاً محال ہے تو اس حکم الٰہی کا حاصل کیا، اور اگر ممکن ہو تو جس سے مدد مل سکتی ہے اس سے مدد مانگنے میں کیا زہر گھل گیا۔ حدیثوں کی تو گنتی ہی نہیں بکثرت احادیث میں صاف صاف حکم ہے کہ (۱) صبح کی عبادت سے استعانت کرو۔ (۲) شام کی عبادت سے استعانت کرو۔ (۳) کچھ رات رہے کی عبادت سے استعانت کرو۔ (۴) علم کے لکھنے سے استعانت کرو۔ (۵) سحری کے کھانے سے استعانت کرو۔ (۶) دوپہر کے سونے سے استعانت و صدقہ سے استعانت کرو۔ (۷) حاجت روائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو۔

(فتاوی رضویہ،۲۱/۳۰۵،۳۰۶)

مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کی 21ویں جلد میں موجود رسالہ ”بَرَکَاتُ الْاِمْدَادْ لِاَہْلِ الْاِسْتِمْدَادْ“ کا مطالعہ فرمائیں

(تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن پارہ2، سورۃ البقرہ، آیت:153)

سوال: بعد وفات نبیوں صحابیوں اور ولیوں کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب بعد وفات انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، و اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے مدد مانگنا بلا شبہہ جائز ہے جب کہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو ربّ تعالیٰ ہی کی ہے اور یہ سب حضرات اس کی دی ہوئی قدرت سے مدد کرتے ہیں کیونکہ ہر شے کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی مخلوق کسی ذرّہ کی بھی مالک و مختار نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عطا اور فضلِ عظیم سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کونین کا حاکم و مختار بنایا ہے اور حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عِظام اللہ تعالیٰ کی عطا سے (یعنی اس کی دی ہوئی قدرت سے) مدد فرما سکتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ- وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ" (سورۃ التحریم، پارہ ۲۸، آیت ۴)

تو بیشک اللہ خود ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: "جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے

اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللّٰہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللّٰہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللّٰہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔" (معجم کبیر جلد ۱۵، صفحہ ۱۱۷، حدیث نمبر ۲۹۰)

اور فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: بزرگان دین کے مزارات اور ان کے ذوات سے وسیلہ جائز ہے۔ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے روضہ اقدس سے مختلف طریقے سے توسل کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالجوزاء رضی اللّٰہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"قال قحط اهل مدينة قحطا شديدا فشكوا الیٰ عائشة فقالت انظر و اقبر النبی ﷺ فاجعلوا منه كوى الى السماء حتى لايكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا مطروا مطرا حتى نبت العشب سمنت الابل حتى لفتقت من الشحم فسمیٰ عام الفتق"

یعنی حضرت ابو جوزاء رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب چھت میں سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا تو اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ اگا اور اونٹ فربہ ہو گئے یہاں تک کہ

ان کی چربی پھٹی پڑتی تھی تو اس سال کو خوشحالی کا سال کہا جانے لگا۔

(دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۵)

اور امام بیہقی وابن ابی شیبہ نے مالک الدار سے روایت کی ہے:

"اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب فجاء رجل (بلال بن حارث مزنی صحابی) الیٰ قبر النبی ﷺ فقال یا رسول اللّٰہ استسق اللّٰہ لامتک فانھم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللّٰہ ﷺ فی المنام فقال ائت عمر فاقراہ السلام واخبرھم انھم سیسقون"

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک مرتبہ قحط پڑا تو ایک صحابی یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگئے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتی ہے رسول اللہ ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کو جاکر سلام کہو اور لوگوں کو خبر کردو کہ جلد پانی برسنے والا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرۃ العینین میں اس حدیث کو نقل کرکے لکھا کہ رواہ عمر فی الاستیعاب اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور حضرت امام غزالی رضی اللہ نے فرمایا: کہ جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی

ہے اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

مشائخ میں سے ایک نے فرمایا: کہ میں نے بزرگوں سے چار شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے قبروں میں ویسے ہی تصرف کرتے ہیں جیسے اپنے زندگی میں یا کچھ زیادہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی اور دوسرے حضرات کو اور مقصود حصر نہیں ہے جو خود دیکھا پایا کہا۔

اور سیدی احمد بن مرزوق جو عظماء فقہاء و علماء و مشائخ مغرب میں سے ہیں انہوں فرمایا کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا فوت شدہ کی میں نے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں فوت شدہ کی امداد زیادہ قوی ہے تو شیخ ابوالعباس نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ بارگاہ حق میں ہے اور اس کے حضور میں اور اس گروہ سے اس معنیٰ کی نقل حصر و احصار کی حد سے باہر ہے اور کتاب و سنت نیز اقوال سلف میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو اس کے منافی ہو۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۷)

اور کتاب و سنت میں جب کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو غیر اللہ سے استمداد کے منافی ہو تو یہی قرآن و حدیث سے اس کے جواز کی اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۸۲ تا ۴۸۴)

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام و صحابہ کرام رضوان

اللہ تعالیٰ اجمعین و اولیائے کرام علیہم الرحمہ سے بعد وفات بھی مدد مانگنا جائز و درست ہے۔

نوٹ: یہ جواب فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ کی کتاب فتاویٰ فیض الرسول سے لکھا گیا ہے۔

رزق حلال کھانے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ}

ترجمہ: اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو، (پارہ 2, سورۃ البقرہ، آیت 172)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو رزق حلال کھانے اور شکر الٰہی کرنے کا حکم دیا ہے, حلال وطیب سے مراد وہ چیز ہے، جو بذاتِ خود بھی حلال ہے، جیسے بکرے کا گوشت، سبزی، دال وغیرہ اور حاصل بھی جائز ذریعے سے ہو جیسے تجارت، وراثت، تحفہ وغیرہ کے ذریعے، چوری رشوت ڈکیتی وغیرہ سے نہ ہو۔ الغرض اس طرح کے بیسیوں مقامات ہیں جہاں رزقِ الٰہی سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی گئی

ہے۔ صرف یہ شرط لگائی ہے کہ حرام چیزیں نہ کھاؤ، حرام ذریعے سے حاصل کرکے نہ کھاؤ، کھا کر غافل نہ ہوجاؤ، یہ چیزیں تمہیں اطاعتِ الٰہی سے دور نہ کردیں، کھاپی کر اللہ عَزَّوَجَلّ کا شکر ادا کرو۔ چنانچہ فرمایا: اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن، پارہ 2 سورۃ البقرہ، آیت: 172)

رزق حلال کے فضائل اور حرام کی مذمت

رزق حلال اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور سبب برکت ہے، جبکہ حرام کھانا عذاب الٰہی کو دعوت دینا اور خود پر قبولیت کے دروازے بند کرنا ہے، قرآن کریم میں حلال کھانے کے ساتھ ساتھ حرام سے بچنے کا بھی حکم دیا گیا ہے جیسے ارشاد فرمایا:

{یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ﳲ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ-اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ}

ترجمہ: اے لوگوں کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مُستجابُ الدَّعوات کردے یعنی میری ہر دعا قبول ہو۔ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اے سعد! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، اپنی خوراک

پاک کرو، مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس بندے کا گوشت سود اور حرام خوری سے اُگا اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔

(معجم الاوسط، من اسمہ محمد، ۵/۳۴، الحدیث:۶۴۹۵)

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے حلال مال کمایا پھر اسے خود کھایا یا اس کمائی سے لباس پہنا اور اپنے علاوہ اللہ تعالٰی کی دیگر مخلوق (جیسے اپنے اہل و عیال اور دیگر لوگوں) کو کھلایا اور پہنایا تو اس کا یہ عمل اس کے لئے برکت و پاکیزگی ہے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الرضاع، باب النفقۃ، ذکر کتبۃ اللہ جلّ وعلا الصدقۃ للمنفق۔۔۔ الخ، ۴/ ۲۱۸، الحدیث:۴۲۲۲، الجزء السادس)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں حلال طریقے سے مال کمایا اور اسے وہاں خرچ کیا جہاں خرچ کرنے کا حق تھا تو اللہ تعالٰی اسے (آخرت میں) ثواب عطا فرمائے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے دنیا میں حرام طریقے سے مال کمایا اور اسے ناحق جگہ خرچ کیا تو اللہ تعالٰی اسے ذلت و حقارت

کے گھر (یعنی جہنم) میں داخل کردے گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مال میں خیانت کرنے والے کئی لوگوں کے لئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا (بنی اسرائیل:۹۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جب کبھی بجھنے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(شعب الایمان، الثامن والثلاثون من شعب الایمان، ۳۹۶/۴، الحدیث:۵۵۲۷)

ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ حلال روزی کمائے اور حلال روزی سے ہی کھائے اور پہنے اسی طرح دوسروں کو بھی جو مال دے وہ حلال مال میں سے ہی دے۔ ہمارے بزرگانِ دین رزق کے حلال ہونے میں کس قدر احتیاط کرتے تھے اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے، چنانچہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا غلام آپ کی خدمت میں دودھ لایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے پی لیا۔ غلام نے عرض کی، میں پہلے جب بھی کوئی چیز پیش کرتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس کے بارے میں دریافت فرماتے تھے لیکن اِس دودھ کے بارے میں کچھ دریافت نہیں فرمایا؟ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا، یہ دودھ کیسا ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک بیمار پر منتر پھونکا تھا جس کے معاوضے میں آج اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ حضرت صدیق

اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ سن کر اپنے حلق میں اُنگلی ڈالی اور وہ دودھ اُگل دیا۔ اِس کے بعد نہایت عاجزی سے دربارِ الٰہی میں عرض کیا، ''یااللہ! تعالی، جس پر میں قادر تھا وہ میں نے کر دیا، اس دودھ کا تھوڑا بہت حصہ جو رگوں میں رہ گیا ہے وہ معاف فرما دے۔ (منہاج العابدین، العقبۃ الثالثۃ، تقوی الاعضاء الخمسۃ، الفصل الخامس، ص۹۷)

(تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن، پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت:168)

لقمہ حلال کی برکت اور لقمہ حرام کا وبال

لقمہ حلال کی بہت برکت ہے۔ حلال کھانے والے کے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے نفس کی شرانگیزی میں کمی آتی ہے، دل نرم رہتا ہے، اچھے اخلاق کی طرف دل مائل ہوتا ہے، اور غیرت و حیا والے انسان کا ضمیر مطمئن رہتا ہے بلکہ صوفیاء کرام کے ایسے واقعات ہیں کہ باطن کی رکی ہوئی راہیں کسی کے پاکیزہ رزق کی برکت سے کھل گئیں، جبکہ لقمہ حرام کے وبال سے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام لقمہ ہو۔

(احیاء علوم الدین، فضیلۃ الحلال و مذمۃ الحرام، 2/115)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیشک انسان ایک ایسا لقمہ کھاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا دل بگڑ جاتا ہے جیسے کھال بگڑ جاتی ہے۔ پھر اپنی حالت پر کبھی نہیں آتا.

(احیاء علوم الدین، فضیلۃ الحلال و مذمۃ الحرام، 2/116)

حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص حرام کھاتا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے اور اسے علم ہو یا نہ ہو اس کے اعضاء گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جب حلال کھانا کھاتا ہے تو اس کے اعضاء فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور اسے اعمال خیر کی توفیق دی جاتی ہے۔(احیاء علوم الدین، فضیلۃ الحلال و مذمۃ الحرام، 2/116)

(اے ایمان والو! صفحہ نمبر 85)

رزق حلال کا تقویٰ و ایمان وغیرہ سے تعلق

قرآن مجید میں دیگر مقامات پر رزق حلال کو تقوی، ایمان شکر، نعمت اور عبادت کے ساتھ جوڑا گیا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۪-وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ}

ترجمہ: اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔(پارہ 7، سورۃ المائدہ، آیت 88)

{فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۪-وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ}

ترجمہ: تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو۔ (پارہ 14 سورۃ النحل، آیت 114)

ان میں بہت خوبصورت مناسبت ہے۔ وہ یہ کہ ایمان کی برکت سے تقوی نصیب ہوتا ہے اور تقویٰ کی بدولت انسان حلال رزق کھاتا اور حرام سے بچتا ہے اور حلال کھانا شکر ادا کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور خدا کا شکر ادا کرنا عبادت ہے،

(اے ایمان والو! صفحہ 87)

شکر کا معنی

شکر کا معنی یہ ہے کہ انسان نعمت دینے والے کا احسان مند ہو، اس کے احساس کی قدر کرے اور اس کی دی ہوئی نعمت کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرے،

شکر کے فضائل

قرآن و حدیث میں شکر کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ}

ترجمہ: اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔

(پارہ 13، سورہ ابراہیم، آیت:7)

حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا ”اے بنی اسرائیل! یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان فرمادیا کہ اگر تم اپنی نجات اور دشمن کی ہلاکت کی نعمت پر میرا شکر ادا کرو گے اور ایمان و عملِ صالح پر ثابت قدم رہو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا اور اگر تم کفر و معصیت کے ذریعے میری نعمت کی ناشکری کرو گے تو میں تمہیں سخت عذاب دوں گا۔

(روح البیان، ابراھیم، تحت الآیۃ:۵، ۴/۴۰۰-۳۹۹)

شکر کی حقیقت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اِس چیز کا عادی بنائے۔ یہاں ایک باریک نکتہ یہ ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم اور احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے، اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی محبت یہاں تک غالب ہو جائے کہ دل کا نعمتوں کی طرف میلان باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ (خازن، ابراھیم، تحت الآیۃ:۷، ۳/۷۶-۷۵)

ادائے شکر کے طریقے

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شکر زبان، دل، اور اعضائے بدن سے ہوتا ہے، دل کا شکر نیکیوں کا ارادہ کرنا اور مخلوق سے اسے پوشیدہ رکھنا۔ زبان کا شکریہ یہ ہے کہ ان کلمات کو ادا کرے تو اظہار شکر کے لیے مخصوص ہیں۔ اعضائے بدن کا شکر یہ ہے کہ انہیں عبادت الٰہی میں مصروف رکھے اور برے کاموں میں استعمال نہ کرے۔ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ وہ جس مسلمان کا عیب دیکھیں تو اسے ڈھانپ لیں، کانوں کا شکر یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کی برائی سنیں تو اسے چھپائیں، یہی ان کا شکر ہے ۔ زبان کا شکر یہ ہے کہ وہ تقدیر الٰہی پر اپنی رضا کا اظہار کرے اور اسے یہی حکم دیا گیا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کیسے ہو..؟ اس نے کہا اچھا ہوں، آپ نے پھر پوچھا اور تیسری مرتبہ پوچھنے پر اس شخص نے کہا: اچھا ہوں اللہ کی حمد اور شکر کرتا ہوں۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہی کچھ تم سے سننا چاہتا تھا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، 3/216، حدیث 4377،)

(مکاشفۃ القلوب، الباب الحادی والاربعون فی الشکر، صفحہ نمبر: 158،)

یا اللہ! ہمیں حلال کمانے اور حلال کھانے کی توفیق عطا فرما، ہمارے رزق حلال میں برکت عطا فرما، حرام کمانے اور حرام کھانے سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اپنی دی

ہوئی نعمتوں کی قدر کرنا نصیب فرما، انہیں تیری رضا کے مطابق استعمال کرنے کی توفیق دے اور ہمیں شکر گزار بندہ بنا،

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم ،

(اے ایمان والو! صفحہ 88)

روزوں کی فرضیت کا بیان

ارشادباری تعالیٰ ہے:

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ}

ترجمہ: اے ایمان والوتم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ ''شریعت میں روزہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور ہم بستری سے بچا جائے۔'' (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۸۳، ۱/۱۱۹)

روزہ بہت قدیم عبادت ہے:

اس آیت میں فرمایا گیا ''جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ بہت قدیم عبادت ہے۔ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے لے کر تمام شریعتوں میں روزے فرض ہوتے چلے آئے ہیں اگرچہ گزشتہ امتوں کے روزوں کے دن اور احکام ہم سے مختلف ہوتے تھے۔ یاد رہے کہ رمضان کے روزے 10 شعبان 2 ہجری میں فرض ہوئے تھے۔ (در مختار، کتاب الصوم، ۳/۳۸۳)

روزے کا مقصد سب سے بنیادی مقصد:

آیت کے آخر میں بتایا گیا کہ روزے کا مقصد تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول ہے۔ روزے میں چونکہ نفس پر سختی کی جاتی ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں سے بھی روک دیا جاتا ہے تو اس سے اپنی خواہشات پر قابو پانے کی مشق ہوتی ہے جس سے ضبطِ نفس اور حرام سے بچنے پر قوت حاصل ہوتی ہے اور یہی ضبطِ نفس اور خواہشات پر قابو وہ بنیادی چیز ہے جس کے ذریعے آدمی گناہوں سے رکتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ(۴۰) فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى (نازعات:۴۱،۴۰)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطعِ شہوت ہے۔ (بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، ۴۲۲/۳، الحدیث:۵۰۶۶)

(تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 183)

عقل و دانائی کی فضیلت اور حماقت کی مذمت

اللہ تعالی نے اپنی مُقدَّس کتاب قرآنِ پاک میں عقل کی شرافت و بزرگی کا بیان فرمایا ہے، مختلف مثالیں بیان کرکے اور مصنوعات کے عجائبات کا تذکرہ کرکے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَۙ-وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَؕ-وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖؕ-اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَۙ (۱۲)

(پ۱۴، النحل:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس نے تمہارے لئے مُسَخَّر (تابع) کیے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کو۔

عقل کی پیدائش

سرکارِ مَکّہ مُکَرَّمہ، سردارِ مدینہ مُنَوَّرہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا۔

اس سے فرمایا: آگے آتو وہ آگے آگئی۔ فرمایا: پیچھے جا تو وہ پیچھے چلی گئی۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ عزت والی ہو، میں تیرے ہی سبب پکڑوں گا، تیرے ہی سبب عطا کروں گا، تیری ہی وجہ سے حساب لوں گا اور سزا بھی تیرے سبب ہی دوں گا۔

اہلِ علم و معرفت

کہتے ہیں کہ عقل ایک روشن و چمکدار جوہر ہے جسے اللہ تعالی دماغ میں پیدا فرمایا اور اس کا نور دل میں رکھا اور دل اس کے ذریعے واسطوں کے سہارے معلومات اور مشاہدے کی بدولت محسوسات کا علم حاصل کرتا ہے۔

عقل کی اقسام

اس بات کو جان لو کہ عقل کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو کمی زیادتی کو قبول نہیں کرتی جبکہ دوسری قسم میں کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے۔ پہلی قسم فطری عقل کی ہے جو تمام عقل مندوں کے درمیان مشترک ہے جبکہ دوسری قسم تجربے سے حاصل ہونے والی عقل ہے اور یہ مصطفٰے ہے: ”جو شخص لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک سے محروم کیا گیا وہ توفیق سے

محروم کیا گیا۔“تخریج نہیں ملی۔(علمیہ)

اس حدیثِ پاک کا تقاضا یہ ہے کہ جسے لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی نعمت دی گئی وہ توفیق سے محروم نہیں ہے۔

منقول ہے کہ عقل مند وہ شخص ہے جو اپنے زمانے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

عقل مندوں کے لئے 99 درجات:

حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت کے 100 درجات ہیں جن میں سے 99 عقل مندوں کے لئے جبکہ ایک دیگر لوگوں کے لئے ہے حدیثِ پاک میں ہے:‘

’اَکْثَرُاَہْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ

یعنی اکثر جنتی سیدھے سادھے ہوں گے۔“

(مسند بزار، مسند ابی حمزۃ انس بن مالک، ۱۳/۳۲، حدیث: ۶۳۳۹)

حضرت سیّدُنا علامہ عبدُالرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس کے تحت فرماتے ہیں: وہ عقل مند ہوں گے لیکن دنیاوی امور میں ہوشیار نہ ہوں گے۔

(فیض القدیر، ۲/۱۰۰، تحت الحدیث: ۱۳۷۹)

(حلیۃ الاولیاء، شریح بن حارث، ۴/۱۵۱، حدیث: ۵۰۸۴)

عقل کی رعایا:

علی بن عبیدہ نے ایک بار کہا: عقل بادشاہ جبکہ عادات واطوار اس کی رعایا ہیں، جب عقل اپنی رعایا کی دیکھ بھال میں ناکام ہوجائے تو ان میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے۔ یہ بات سن کر ایک اعرابی نے کہا: یہ ایسا کلام ہے جس سے شہد ٹپک رہا ہے۔

نفس کی لگام عقل کے ہاتھ:

منقول ہے کہ نفس کی لگام کو عقل کے ہاتھوں سے قابو کیا جاتا ہے۔ عقل کے علاؤہ باقی ہر چیز زیادہ ہونے پر سستی ہو جاتی ہے لیکن عقل جب زیادہ ہو تو مزید مہنگی ہوتی ہے۔

ایک قول کے مطابق ہر چیز کی ایک انتہا اور حد ہوتی ہے لیکن عقل کی کوئی انتہا اور حد نہیں ہے۔ البتہ اس بارے میں لوگوں کی کیفیت مختلف ہے جیسا کہ باغ میں موجود پھول مختلف ہوتے ہیں۔

عقل کی حقیقت:

عقل کی ماہیت کے بارے میں حکما کا اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آنکھوں کی روشنی کی طرح عقل ایک نور ہے جسے اللہ تعالی طبعی اور فطری طور پر انسان کے دل میں رکھتا ہے۔ عقل میں کمی زیادتی بھی ہوتی ہے، یہ زائل بھی ہوتی ہے اور واپس بھی آسکتی ہے۔ جس طرح آنکھوں کے ذریعے مختلف چیزوں کا مشاہدہ کیا جاتا

ہے اسی طرح دل کے نور (یعنی عقل) کے ذریعے پوشیدہ چیزوں کا ادراک کیا جاتا ہے۔ دل کا اندھا ہونا آنکھوں کے اندھا ہونے کی طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (۴۶) (پ۱۷،الحج:۴٦)

ترجمۂ کنز الایمان: تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ہے کہ عقل کا مقام دماغ ہے۔ ایک جماعت نے اس مَوقِف کو اختیار کیا کہ عقل کا ٹھکانا دل ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے بھی یہی منقول ہے۔ان حضرات نے اس آیتِ قرآنی سے استدلال کیا ہے:

فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ (پ۱۷،الحج:۴٦)

ترجمۂ کنز الایمان: کہ ان کے دل ہوں جن سے سمجھیں۔

یہ آیتِ مقدسہ بھی ان کی دلیل ہے:

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ (پ۲٦،قٓ:۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا

ہو۔

ان حضرات کا مَوقِف ہے کہ اس آیت میں دل سے مراد عقل ہے۔

عقل کا آئینہ:

منقول ہے کہ تجربہ عقل کا آئینہ ہے اسی لئے بوڑھے اَفراد کی رائے کی تعریف کی جاتی ہے یہاں تک کہا جاتا ہے کہ بوڑھے اَفراد وقار کا درخت ہوتے ہیں، وہ نہ تو بھٹکتے ہیں اور نہ ہی بے عقلی کا شکار ہوتے ہیں۔ بوڑھے افراد کی رائے کو اختیار کرو کیونکہ اگر ان کے پاس عقل و دانائی نہ بھی ہو تو زندگی بھر کے تجربات کی بدولت ان کی رائے دوسروں سے اچھی ہوتی ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْعَقْلَ زَيْنٌ لِّاَهْلِهٖ

وَلٰكِنْ تَمَامُ الْعَقْلِ طُوْلَ التَّجَارِبِ

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ عقل، عقل والوں کے لئے زینت ہے لیکن عقل کا کمال طویل تجربوں سے حاصل ہوتا ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا:

اِذَا طَالَ عُمْرُ الْمَرْءِ فِیْ غَیْرِ اٰفَةٍ

اَفَادَتْ لَهُ الْاَیَّامُ فِیْ کَرِّهَا عَقْلًا

ترجمہ: جب کوئی شخص بغیر آفت کے طویل عُمُر گزارے تو زندگی اسے عقل کا تحفہ دیتی ہے۔

عامر بن عبد قیس کا قول ہے: تمہاری عقل تمہیں بے فائدہ کاموں سے روکے تو تم واقعی عقل مند ہو۔

منقول ہے کہ حقیقی عزت عقل کے ذریعے ملنے والی عزت ہے جبکہ حقیقی مال داری دل کی مال داری ہے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ عقل مند جہاں بھی ہو اپنی عقل کی بدولت گزارہ کرلیتا ہے جیساکہ شیر جہاں بھی ہو اپنی قوت کے ذریعے زندگی بسر کرلیتا ہے۔

عقل مند اتراتا نہیں ہے:

منقول ہے کہ عاقل شخص بلند مرتبہ حاصل ہونے پر اتراتا نہیں ہے جیساکہ پہاڑ پر کتنی ہی تیز ہوائیں چلیں لیکن اسے ہلا نہیں سکتیں جبکہ جاہل آدمی معمولی مقام و مرتبے پر پھول جاتا ہے جیساکہ گھاس معمولی ہوا سے بھی ہلنے لگتی ہے۔

عاقل اور جاہل کی پہچان:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے عرض کی گئی: ہمارے سامنے عاقل کی صفات بیان فرما دیجیے۔ فرمایا: عاقل وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھے۔ پھر عرض کی گئی: جاہل کی پہچان بھی بتا دیجیے۔ فرمایا: وہ تو

میں بتا چکا ہوں، یعنی جو ہر چیز کو اس کے مقام و مرتبے پر نہ رکھے وہ جاہل ہے۔
منصور نے اپنے بیٹے سے کہا: مجھ سے دو باتیں حاصل کر لو: غور و فکر کے بغیر کوئی بات نہ کرنا اور تدبیر اختیار کئے بغیر کوئی کام مت کرنا۔

چار چیزیں چار کی محتاج ہیں:

اَرْدَشِیر کا قول ہے کہ چار چیزیں چار کی محتاج ہیں: حسب نسب ادب کا، خوشی امن کی، قرابت و رشتے داری محبت کی جبکہ عقل تجربے کی محتاج ہے۔

چار چیزیں چار تک پہنچا دیتی ہیں:

شاہِ فارس نوشیرواں نے کہا: چار چیزیں چار تک پہنچا دیتی ہیں: عقل ریاست و حکومت تک، اچھی رائے معاملات کے انتظام تک، علم مرتبہ صدارت تک جبکہ حلم و برداشت عزت و توقیر تک۔ (دین و دنیا کی انوکھی باتیں، صفحہ نمبر16)

عقل میں اضافے کا نسخہ:

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پر نور، شافِعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عُوَیمِر! اپنی عقل میں اضافہ کرو تمہارے قربِ الٰہی میں بھی اضافہ ہو گا۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں اپنی عقل میں کیسے اضافہ کر سکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی حرام کردہ باتوں سے اجتناب کرو اور اس کے فرائض کو ادا کرو تم عقل مند بن جاؤ گے،

پھر اعمالِ صالحہ کو اپنا معمول بنالو دنیا میں تمہاری عقل میں زیادتی ہوگی اور اللہ تعالی سے تمہارے قرب میں اور عزت میں اضافہ ہوگا۔

(بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، کتاب الادب، باب ماجاء فی العقل، ۲/۸۰۸، حدیث:۸۲۹)

(دین و دنیا کی انوکھی باتیں، صفحہ نمبر 17)

علم، ادب، عالِم اور طالِبِ علم کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاؕ- (پ۲۲، فاطر:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْۙ-وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍؕ-

(پ۲۸، المجادلۃ:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

علم کے فضائل

حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالی کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: علم (دین) حاصل کرو کیونکہ رضائے الٰہی کے لئے علم سیکھنا نیکی ہے، علم کا درس تسبیح، اس کے بارے میں بحث کرنا جہاد، اس کا طلب کرنا عبادت، سکھانا صدقہ اور اس کے اہل کے سامنے بیان کرنا نیکی ہے کیونکہ علم حلال و حرام کی نشانی، جنت کے راستے کا بیان، وحشت میں اُنس پہنچانے والا، خلوت میں گفتگو کرنے والا، تنہائی میں ہم نشیں، بے وطنی میں رفیق، خوشحالی کی طرف رہنما اور فقر و فاقہ کے خلاف مددگار، دوستوں کی محفل میں زینت اور دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے۔ علم کی بدولت بندہ نیک لوگوں کے بلند و بالا درجات کو پا لیتا ہے، دنیا میں اسے بادشاہوں کی ہم نشینی اور آخرت میں نیکو کاروں کی رفاقت نصیب ہوتی ہے۔ علمی معاملات میں غور و فکر روزے کے برابر جبکہ علم کی تکرار کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی مثل ہے۔ علم کی بدولت صلہ رحمی کی جاتی ہے، احکام کی تفصیل بیان ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعے حلال و حرام کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالی اور اس کی وحدانیت کی پہچان نصیب ہوتی ہے نیز علم ہی کے طفیل اللہ تعالی کی اطاعت و عبادت کی توفیق ملتی ہے۔

منقول ہے کہ سماعت اور عقل کے ذریعے چیزوں کی حقیقت کو جاننے کا نام علم ہے

دنیا وآخرت کی بھلائی اور بُرائی:

ایک روایت میں ہے:

خَیْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَعَ الْعِلْمِ وَشَرُّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَعَ الْجَهْل

یعنی دنیا وآخرت کی بھلائی علم کے ساتھ اور دنیا وآخرت کی بُرائی جہالت کے ساتھ ہے۔

علم ایک نہر اور حکمت ایک دریا ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں: ”لوگوں میں سب سے بے وقعت شخص وہ ہے جو سب سے کم علم ہے۔“ مزید فرماتے ہیں: ”عِلْم ایک نہر اور حکمت ایک دریا ہے، عُلَمَا اس نہر کے کناروں پر تیرتے، حکما دریا کے وسط میں غوطہ خوری کرتے جبکہ عارفین نجات کی کشتیوں میں سفر کرتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِيْمُ اللّٰه عَلَيْهِ السَّلَام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: الٰہی! لوگوں میں تجھے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ عالِم جو عِلْم کی طلب میں ہو۔

چار طرح کے علوم:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: علوم چار طرح کے ہیں: (۱) ...دینی معاملات کے لئے عِلْمِ فقہ (۲) ...بدن (کی اصلاح) کے لئے عِلْمِ طب (۳) ...اوقات جاننے کے لئے عِلْمِ نجوم اور (۴) ...زبان کے لئے عِلْمِ نحو۔

منقول ہے کہ عالِم اس اُمَّت کا طبیب جبکہ دنیا اس اُمَّت کی بیماری ہے، جب طبیب خود ہی بیماری کو طلب کرتا ہو تو وہ دوسروں کا علاج کیسے کرے گا۔

حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں۔ عرض کی گئی: کیا یہ کہتے ہوئے آپ کو شرم محسوس نہیں ہوئی؟ فرمایا: میں ایسی بات کہنے سے کیوں شرم کروں جس سے فرشتے بھی نہیں شرمائے جب انہوں نے کہا: ''لَا عِلْمَ لَنَآ'' ہمیں کچھ علم نہیں۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: عالِم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر ہے۔

(ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ الخ، ۴/۳۱۳، حدیث: ۲۶۹۴)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: عالِم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی ستاروں پر۔

(ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ الخ، ۴/۳۱۲، حدیث: ۲۶۹۱)

علم کے ساتھ قلیل عمل بھی مفید ہے:

آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ایک شخص نے سب سے افضل عمل کے بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کے دین کی سمجھ۔ آپ نے اس بات کو کئی مرتبہ دُہرایا۔ سائل نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں آپ سے عمل کے بارے میں پوچھ رہا ہوں اور آپ مجھے علم کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں۔ رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: علم کے ساتھ تھوڑا عمل بھی تمہیں نفع دے گا جبکہ جہالت کے ہوتے ہوئے بہت سا عمل بھی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

(نوادر الاصول، الاصل التاسع والستون والمائتان)

حضرت سیِّدُنا عیسیٰ رُوْحُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص علم سیکھے اور اس پر عمل کرے وہ ملکوتِ اعظم میں عظمت والا شمار کیا جائے گا۔“

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام کا فرمانِ عالیشان ہے: ”علوم تالوں کی طرح ہیں اور سوال کرنا ان تالوں کی کنجیاں ہیں۔“

آپ ہی سے منقول ہے کہ ”عالِم کی لغزش خوب مشہور ہوتی ہے جبکہ جاہل کی غلطی کو اس کی جہالت چھپا دیتی ہے۔“

علم کے بغیر عمل نقصان دہ ہے:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا بیان ہے کہ میں نے متعدّد

صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان کو یہ فرماتے سنا: جو شخص بغیر علم کے عمل کرے اس کا فساد اصلاح سے زیادہ ہوگا۔ علم کے بغیر عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے غلط راستے پر سفر کرنے والا لہٰذا علم کو اس طرح طلب کرو جس سے عبادت کے معاملے میں نقصان نہ ہو اور عبادت کو اس انداز میں طلب کرو کہ علم کے حصول میں رکاوٹ نہ بنے۔

حضرت سیِّدُنا یزید بن میسرہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کا فرمان ہے: جو شخص اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف خاص توجہ فرمائے گا اور اپنے بندوں کا رُخ بھی اس کی طرف فرما دے گا اور جو شخص اپنے علم سے غیرِ خدا کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرمائے گا اور اپنے بندوں کے دل بھی اس سے پھیر دے گا۔

علم کی حفاظت نہ کرنے کی نحوست:

حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے ارشاد فرمایا: اہلِ علم اگر اپنی اور اپنے علم کی عزت کی حفاظت کرتے اور اسے وہاں رکھتے جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے تو بڑے سے بڑے ظالم و جابر لوگ بھی ان کے سامنے سر جھکا دیتے اور لوگ ان کی اطاعت کرتے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کیا اور اپنے علم کو دنیاداروں کے لئے خرچ کیا جس کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی کا شکار ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن یہ کتنی بڑی مصیبت ہے۔

منقول ہے: جو شخص بچپن میں علم حاصل نہ کرے وہ بڑھاپے میں سردار نہیں بن سکتا۔

بدترین عالم اور بہترین امیر:

حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فرمان ہے: علما میں سے بدترین شخص وہ ہے جو امرا کی مجالس میں شریک ہو جبکہ امرا میں سے بہترین وہ ہے جو علماء کی مجالس میں حاضری دے۔

حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَرِیْم نے فرمایا: علما کی ہم نشینی اختیار کرو اور ان کے سامنے زانو بچھاؤ کیونکہ اللہ تعالی حکمت کے نور سے دلوں کو زندگی بخشتا ہے جیسا کہ بارش کے پانی سے زمین کو زندہ فرماتا ہے۔

منقول ہے کہ جو شخص حکمت کے ساتھ مشہور ہو لوگوں کی نظریں اسے عزت و وقار سے دیکھتی ہیں۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب طالب علموں کو دیکھتے تو ارشاد فرماتے: خوش آمدید! اے حکمت کے سرچشمو اور اندھیرے کے چراغو! جن کے لباس پرانے لیکن دل تروتازہ ہیں اور جو ہر قبیلے کے پھول ہیں۔

علم کا شرف:

حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا فرمان ہے: علم

کے شرف کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ جس کے پاس علم نہ ہو وہ بھی اس کا دعویٰ کرتا ہے اور جب اسے علم کی طرف منسوب کیا جائے تو خوش ہوتا ہے جبکہ جہالت کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص جہالت میں مبتلا ہو وہ بھی اس سے براءت ظاہر کرتا ہے اور اسے جہالت کی طرف منسوب کیا جائے تو ناراض ہوتا ہے۔

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے: اللہ تعالی نے جس عالم کو علم عطا فرمایا ہے اُس سے یہ عہد بھی لیا ہے کہ وہ کسی سے علم نہ چھپائے گا۔ (مسند الفردوس، ۲/۳۳۲، حدیث:۶۶۱۹)

ایک بزرگ نے کسی شخص کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی تمہیں ان لوگوں میں سے بنائے جو علم کو عمل کے لئے حاصل کرتے ہیں نہ کہ محض آگے بیان کرنے کے لئے اور جو اپنے علم کی حقیقت کو اپنے عمل سے ظاہر کرتے ہیں۔

علم کو تجارت بنانے والے:

حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی خرابی بُرے علماء کے سبب ہے جو علم کو تجارت بنالیں گے اور اسے بیچیں گے، اللہ تعالی ان کی تجارت کو نفع بخش نہ بنائے۔ (کنز العمال، کتاب العلم من قسم الاقوال، باب فی آفات العلم، ۱۰/۸۹، حدیث:۲۹۰۷۰)

حصولِ علم پر صبر کی برکت:

حکما کی ایک جماعت ایک شخص سے تنگ آکر ایک گھر میں چھپ گئی۔ حصولِ علم

کے جذبے کے تحت یہ شخص اس گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور روشن دان میں سے ان کی باتیں سننے لگا، اس دوران برف باری شروع ہوگئی لیکن اس شخص نے اس پر صبر کیا۔اس عمل کی برکت سے اللہ تعالی نے اسے حکما کا امام بنادیا یہاں تک کہ جب حکما کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہوتا تو فیصلے کے لئے اس کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

حافظے کی کمزوری کا علاج:

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا وکیع بن جراح رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه سے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: گناہوں کو ترک کردو، تمہارا حافظہ مضبوط ہوجائے گا۔اس شخص نے آپ کی اس نصیحت کو درج ذیل اشعار کی صورت میں قلم بند کردیا:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْع سُوْ ءَ حِفْظِيْ

فَاَرْشَدَنِي اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِي

وَذٰلِكَ اَنَّ حِفْظَ الْعِلْمِ فَضْلٌ

وَفَضْلُ اللهِ لَا يُؤْتٰى لِعَاصِيْ

ترجمہ: میں نے حضرت وکیع سے خرابیِ حافظہ کی شکایت کی تو آپ نے مجھے گناہوں سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کو یاد کرنا فضلِ

خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل گناہ گار کو نہیں ملتا۔

قوتِ حافظہ کے لئے وظائف:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فرمان ہے: اگر تم اس بات کے خواہش مند ہو کہ سب لوگوں سے زیادہ قوتِ حافظہ کے مالک بن جاؤ تو قرآنِ مجید یا کوئی کتاب اٹھاتے وقت یا سبق کی ابتدا کرتے ہوئے یہ دعا پڑھ لیا کرو:

بِسْمِ اللّٰهِ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عَدَدَ كُلِّ حَرْفٍ كُتِبَ وَيُكْتَبُ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

منقول ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنا پڑھا ہوا ایک حرف بھی نہ بھولے اسے چاہیے کہ مطالعہ کرنے سے پہلے یہ کلمات کہہ لے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔

جو شخص قوتِ حافظہ میں ترقی کا خواہش مند ہے اسے چاہیے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ کہا کرے: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الْحَقِّ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَكَفَرْتُ بِمَا سِوَاهُ۔

حضرت سیِّدُنا شیخ صالح شہاب الدین احمد بن موسیٰ بن عجیل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فوائد میں قوتِ حافظہ کے بارے میں منقول ہے کہ روزانہ 10 مرتبہ درج ذیل کلمات پڑھا کرے:

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۫ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ (۷۹) يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَارَبَّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ وَيَارَبَّ اِبْرَاهِيْمَ وَيَارَبَّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَلْزِمْنِيَ الْفَهْمَ وَارْزُقْنِيَ الْعِلْمَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعَقْلَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

سیِّدُنا امام بخاری کی حدیث دانی:

حضرت سیِّدُنا محمد بن اسحاق بن خزیمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے آسمان کے نیچے حضرت سیِّدُنا محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی سے بڑھ کر کوئی حدیث کا عالِم اور حافظ نہیں دیکھا یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ جس حدیث کو محمد بن اسماعیل نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی نے فرمایا: مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں جبکہ دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد ہیں۔ مزید فرمایا: میں نے جب بھی اپنی کتاب (صحیح بخاری) میں کوئی حدیث لکھنے کا ارادہ کیا تو اس سے پہلے غسل کیا اور دو رکعت

نماز ادا کی۔ میں نے اس کتاب میں موجود حدیثوں کو چھ لاکھ حدیثوں میں سے منتخب کیا، سولہ سال کے عرصے میں اس کتاب کو تصنیف کیا اور یہ کتاب میرے اور اللہ تعالی کے درمیان حجت ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد نے فرمایا کہ ہم لوگ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کو علم سکھانے آئے لیکن ہم نے ان سے علم حاصل کیا۔ (دین ودنیا کی انوکھی باتیں، صفحہ نمبر 25)

علم سے متعلق متفرق اقوال:

دانا لوگوں کا قول ہے: افضل ترین علم یہ ہے کہ عالِم اپنے علم کی حد پر ٹھہر جائے (یعنی اپنے علم سے بڑھ کر باتیں نہ کرے)۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ علم وہ نہیں جو کتابوں میں موجود ہے بلکہ علم تو وہ ہے جو سینوں میں محفوظ ہے۔ علم عہدہ صدارت تک لے جاتا ہے۔ جو شخص علم کے لئے تواضع اختیار کرے گا وہ علم کو پالے گا اور جو تواضع نہ کرے وہ علم کے حصول میں ناکام رہے گا۔ جس کا علم روشن ہوگا اس کا چہرہ بھی روشن ہوگا اور جو علم کے ذریعے مال حاصل نہ کرے تو علم کی بدولت اس کا چہرہ خوبصورت ہو جائے گا۔ علم نور و ہدایت جبکہ جہالت گمراہی و ہلاکت ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا: عالِم جاہل کو پہچانتا ہے جبکہ جاہل عالم کو نہیں پہچانتا کیونکہ عالِم

پہلے جاہل تھا جبکہ جاہل کبھی عالِم نہیں رہا۔

چار چیزیں سردار بنا دیتی ہیں:

منقول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو سردار بنا دیتی ہیں: علم، ادب، سچائی اور امانت۔

ایک قول کے مطابق سب سے زیادہ علم کو طلب کرنے والے عراق کے لوگ ہیں۔

عِلمِ نحو کی اہمیت:

حضرت سیِّدُنا حماد بن سلمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جو شخص علم حدیث تو طلب کرے لیکن نحو نہ جانتا ہو اس کی مثال گدھے جیسی ہے جس پر ٹوکرا تو رکھا ہو لیکن اس میں جو نہ ہوں۔

ایک دیہاتی شخص بازار میں گیا تو لوگوں کو اعرابی غلطیاں کرتے ہوئے دیکھا، اس پر متعجّب ہو کر کہا: سُبْحٰنَ اللّٰہ! یہ لوگ اعرابی غلطیاں کرنے کے باوجود نفع پا رہے ہیں۔

ابو مسلم نے اپنے ایک سپہ سالار سے بات چیت کی تو اسے گفتگو میں غلطی کرتے پایا، اس سے کہا: تم عربی کیوں نہیں سیکھتے؟ اس نے جواب دیا: میں نے سنا ہے کہ اسے سیکھنے والے کی گفتگو کم ہو جاتی ہے۔ کہا: تمہاری خرابی ہو! درستی کے ساتھ تمہارا قلیل کلام کرنا

غلطی کے ساتھ کثیر گفتگو سے بہتر ہے۔

منقول ہے کہ جاہل کے ساتھ رہنا عاقل کے لئے مرض کی طرح ہے۔ حضرت سَیِّدُنا ابو اسود دؤلی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی نے فرمایا: جب تم کسی عالم کو سزا دینا چاہو تو اسے جاہل سے ملادو۔

ایک شخص نے حضرت سَیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی سے کہا: میں سب لوگوں سے زیادہ فصیح ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کہو۔ اس نے کہا: تو پھر ایک جملے میں مجھے نصیحت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا: وہ ایک جملہ یہ ہے کہ ابوجہل کی کنیت مسلمانوں نے ابوجہل رکھی جبکہ قریش اسے ابوالحکم کہا کرتے تھے۔ حضرت سَیِّدُنا حسان بن ثابت نے اسی سے متعلق فرمایا:

اَلنَّاسُ کَنُّوْهُ اَبَا حَکَمٍ

وَاللّٰهُ کَنَّاهُ اَبَا جَهْلٍ

ترجمہ: لوگوں نے اس کی کنیت ابوالحکم رکھی جبکہ اللہ تعالی نے اسے ابوجہل کہا۔ (دنیا کی انوکھی باتیں صفحہ نمبر 27)

کیا آبِ زم زم شریف پینے کے لیے اعتکاف کی نیت کی جا سکتی ہے؟

سُوال: کیا مسجدِ حرام اور مسجد نبوی شریف میں آبِ زم زم پینے کے لیے اعتکاف کی نیت ضروری ہے؟

جواب: آبِ زم زم شریف پینے یا کھانا کھانے کے لیے اعتکاف کی نیت نہیں ہوسکتی اور اگر کرلی تو یہ نیت معتبر نہیں۔ اعتکاف کی نیت صرف ثواب کے لیے کر سکتے ہیں۔ مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی میں بھی غیر معتکف یعنی جس نے اعتکاف کی نیت نہیں کی اس کے لیے آبِ زم زم پینا جائز نہیں۔ اگر پہلے اعتکاف کی نیت نہیں کی تھی اور اب آبِ زم زم پینا ہے تو اس کے لیے یہ نیت نہیں کی جاسکتی بلکہ ثواب کی نیت سے اعتکاف کی نیت کریں پھر ذکر و درود پڑھیں مثلاً بارہ مرتبہ دُرُود شریف پڑھ لیں اب آبِ زم زم پینا جائز ہوجائے گا،

یہ مسئلہ تو ہم نے پہلی بار سنا ہے

آج کل جہاں بہت سارے مسائل لوگوں کو معلوم نہیں ہوتے وہیں یہ مسئلہ بھی پتا نہیں ہوتا۔ جب لوگ اس طرح کے مسائل سنتے ہیں تو تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے تو یہ مسئلہ کبھی سنا ہی نہیں، نہ کسی کتاب میں نظر سے گزرا ہے۔ ان کی اس طرح کی باتوں پر یہی کہا جائے گا کہ آپ نے اب تک کتنی کتابیں پڑھی ہیں یا کتنے علما کی صحبت اختیار کی ہے؟ ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے کبھی علمِ دین حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تو انہیں ہر مسئلہ نیا ہی لگے گا۔ کیونکہ علمِ دین کی طرف رغبت اس وقت سے ہی تھی۔ کتابوں میں اس طرح کے مسائل تو موجود ہیں بلکہ مسجد نبوی شریف

عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے ایک ستون پر بھی جلی حروف سے عاشقانِ رسول کے دور میں لکھا ہوا تھا: "نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَاف"۔ (ایک رکنِ شوریٰ نے فرمایا:) بابُ السلام سے جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں تو دل کی جانب لکھا ہوتا تھا "نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَاف" مگر اب یہ بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

کیا عید کی نماز تنہا پڑھ سکتے ہیں؟

سُوال: اگر کوئی مجبوری کی وجہ سے عید کی نماز باجماعت نہیں پڑھ سکا تو وہ تنہا نماز کیسے پڑھے گا۔

جواب: عید کی نماز اکیلے نہیں ہو سکتی۔ جماعت اس کے لیے ضروری ہے اور پھر اس کی جماعت کی بھی شرائط ہیں مثلاً جو امام پانچ وقت کی نماز کی امامت کی شرائط پر پورا اُترتا ہو تب بھی وہ عید اور جمعہ نہیں پڑھا سکتا اس لیے کہ عید اور جمعہ کی امامت کے لیے مزید کچھ شرائط ہیں، بہرحال اگر کسی کی کوتاہی کی وجہ سے عید کی نماز رہ گئی اور پورے شہر میں کہیں بھی نہ ملی تو گناہ گار ہو گا لہٰذا توبہ کرے۔

(هداية، كتاب الصلاة، باب العيدين، ۸۵/۱ دار احياء التراث العربي بيروت)

میت کو مہندی لگانا اور زیور پہنانا کیسا؟

سوال: بعض جگہ یہ رسم ہے کہ اگر کوئی جوان مرد یا عورت شادی سے پہلے فوت ہو جائے تو میت کے ہاتھوں کو مہندی سے رنگا جاتا ہے اور انگوٹھیاں اور ہار پہنائے

جاتے ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: میت کو زینت کرنا منع ہے۔ لٰہذا میت کو انگوٹھیاں پہنانا، مہندی سے رنگنا یا زینت کے لیے پھول ڈالنا درست نہیں۔ ہمارے یہاں میت کو کفن پہنانے کے بعد اس کے اِرد گِرد جو پھول چُنے جاتے ہیں اگر یہ زینت کے لیے ہوں اور بظاہر زینت کے لیے ہی معلوم ہوتے ہیں تو زینت کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ میت پر اس نیت سے پھول ڈال سکتے ہیں کہ یہ تسبیح کریں گے اور اس کی وجہ سے میت کا دل بہلے گا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سے میت کی ڈولی پر قیمتی چادر ڈالنے کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: دو شالہ وغیرہ بیش بہا کپڑے ڈالنے سے اگر ریاء و تفاخر ہو تو وہ حرام ہے نہ کہ خاص معاملہ میت و اولین منازل آخرت میں (کہ میت کے معاملے میں تفاخر اور سخت حرام ہے۔)، اور اگر (چادر ڈالنے سے) زینت مراد ہو تو وہ بھی مکروہ۔ شامی میں طحطاوی کے حوالے سے ہے: اس میں وُہ سب مکروہ ہے جو زینت کے لئے ہو۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الکفن، ۳/۱۱۲ دار المعرفۃ بیروت)

ہاں! تصدق منظور ہو تو بے شک محمود۔ مگر تصدق کچھ اس طرح اس پر موقوف نہیں کہ جنازہ پر ڈال ہی کر دیں۔ یونہی پھولوں کی چادر بہ نیتِ زینت مکروہ، اور اگر اس قصد سے ہو کہ وہ بحکمِ احادیث خفیف الحل وطیبُ الرائحہ (اچھی خوشبو والے) و مُسَبِّح خدا (خدا کی تسبیح کرنے والے) و مونسِ میّت ہے تو حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ۹/۷ ۳۱ارضا فاؤنڈیشن مرکزالاولیالاہور)

کیا شادی میں شیروانی پہننا سنت ہے؟

سوال: کیا شادی میں شیروانی پہننا سنت ہے نیز کیا دولہے کو شیروانی پہننا اسراف میں آئے گا؟

جواب: شادی میں شیروانی پہننے کا سنت ہونا معلوم نہیں ہے۔ پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم زیادہ تر دو چادروں میں ملبوس رہا کرتے یعنی چادر کی تہبند باندھتے تھے،

(ابو داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الحبرة، ۴ / ۷۱ ، حدیث : ۴۰۶۰، باب فی الخضرة ، ۴ / ۷۳، حدیث : ۴۰۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت)

کُرتا پہننا بھی ثابت ہے

(ابن ماجه، کتاب اللباس، باب کم القمیص کم یکون؟، ۴ / ۱۵۰، حدیث : ۳۵۷۷، دار المعرفة بیروت)

البتہ پاجامہ یا شلوار وغیرہ پہننا ثابت نہیں۔

(مواهب اللدنية ، المقصد الثالث، الفصل الثالث، النوع الثانی فی لباسه صلی الله علیه وسلم وفراشه، ۲ / ۱۷۲، دار الکتب العلمية بیروت)

دولہے کو شیروانی پہننا جائز ہے اس کو اسراف نہیں کہہ سکتے،

کیا فون پر عیادت یا تعزیت کرنا کافی ہے ؟

سُوال: کیا فون پر عیادت یا تعزیت کرنا پاس جاکر عیادت یا تعزیت کرنے کی طرح ہی ہے، نیز کیا فون پر عیادت و تعزیت کرنے سے اتنا ہی ثواب ملتا ہے ؟

جواب: عیادت اور تعزیت میں فرق ہے۔ مریض کی عیادت کرنے سے مراد اس کو تسلی دینا یا دعا دینا ہے اور کسی کے انتقال پر اس کے رشتہ داروں سے غم خواری کرنا تعزیت کہلاتا ہے۔ فون پر یہ دونوں کام ہوسکتے ہیں لیکن خود جاکر عیادت یا تعزیت کرنے سے سامنے والے کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اور یوں سمجھ یہی آتا ہے کہ اس میں ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ مریض کے پاس جانا بسا اوقات اسے تکلیف میں بھی ڈال سکتا ہے لیکن اکثر اوقات اسے خوشی ہی ہوتی ہے۔ جتنا زیادہ سفر کرکے جائیں گے اتنی زیادہ خوشی ہوگی۔ اگر کوئی مریض کی عیادت کے لیے دوسرے ملک سے سفر کرکے آئے تو خوشی کے مارے مریض آدھا تندرست ہوجائے گا کہ اس نے میری خاطر اتنا سفر کیا ہے۔ اسی طرح سوگواروں کے یہاں بھی جاکر تعزیت کرنا ان کی زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔ فون پر ہی تعزیت کرلینے سے بعض اوقات شکوہ بھی آجاتا ہے کہ ہم تو اس کے یہاں خود گئے تھے لیکن اس نے فون پر ہی نمٹا دیا۔

حضرتِ جبریل امین کے پَروں کی تعداد:

سوال: حضرتِ سَیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلام کے مبارک پَروں کی تعداد کتنی

تھی؟

جواب: فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد 23 میں ہے: حضرتِ سَیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلام کے 600 پَر ہیں۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرة المنتھی، ص٩٣، حدیث : ٤٣٢ دار الکتاب العربی بیروت-فتاویٰ رضویه، ٢٣ / ٤٤١)

خانۂ کعبہ، سبز گنبد اور نعلِ پاک کے نقش والی ٹوپی پہن کر بیت الخلا جانا کیسا؟

سوال: آج کل ایسی ٹوپیاں بھی آرہی ہیں جن پر خانۂ کعبہ، سبز گنبد اور نعلِ پاک کی تصویریں بنی ہوتی ہیں تو انہیں پہن کر بیت الخلا جانا کیسا؟

جواب: جن ٹوپیوں پر خانۂ کعبہ، سبز گنبد اور نعلِ پاک کی تصویریں بنی ہوں تو انہیں پہن کر بیت الخلا جانا بڑی بے ادبی ہے۔ مجھے بھی یہ تشویش تھی کہ لوگ عقیدت میں ایسی ٹوپی پہن تو لیتے ہیں مگر بیت الخلا میں جاتے وقت پتا نہیں کیا کرتے ہوں گے؟ بہتر یہی ہے کہ اس طرح کی ٹوپیاں نہ پہنی جائیں۔ بیچنے والوں کو تو پیسا چاہیے اس لیے وہ تو بیچیں گے اور ہم انہیں زور زبردستی کرکے منع بھی نہیں کرسکتے البتہ ہم خریدنا بند کرسکتے ہیں۔ ان ٹوپیوں میں بے ادبی کا یہ خطرہ بھی ہوتا ہے کہ کبھی یہ ٹوپیاں سر سے زمین پر تشریف لے آتی ہوں گی یا پھر بچہ نیچے پھینک دیتا ہو گا تو اس طرح کی بے ادبیوں کا امکان رہتا ہے۔ میں عقیدت میں اپنے عمامے پر نعلِ پاک کا بیج لگاتا ہوں

تو اس کے زمین پر تشریف لانے کا امکان کسی حد تک کم ہے اس لیے کہ یہ تھوڑی دیر کے لیے لگایا جاتا ہے اور پھر اس کو نکال کر اپنی جگہ رکھ دیا جاتا ہے، یوں بچہ اس کو کھینچ کر پھینک نہیں سکتا جبکہ ٹوپی پر کڑھائی کر کے جو نعلِ پاک وغیرہ بنایا جاتا ہے اس کو بندہ جدا کر کے کہیں رکھ نہیں سکتا لہٰذا اس کی بے ادبی کا اندیشہ رہتا ہے۔ آج کل لوگ عموماً ٹوپی استعمال نہیں کرتے البتہ اگر کسی مذہبی بندے سے ملنا ہو یا کسی مذہبی اجتماع میں آنا ہو تو طرح طرح کے ڈیزائن والی اُونچی نیچی ٹوپیاں پہن لیتے ہیں اور پھر واپسی پر پُڑیا بنا کر جیب میں ٹھونس لیتے ہوں گے۔ ایسے لوگ نمازیں بھی ننگے سر پڑھتے ہیں بہر حال اونچی نیچی ٹوپیاں پہننا تو چل جائے گا لیکن نعلِ پاک، سبز گنبد والی ٹوپی میں بے ادبی کا اندیشہ ہے لہٰذا اسے نہ پہنا جائے۔ البتہ جو ادب کر سکے وہ بھلے پہن لے لیکن اس کا ادب کرنا بڑا مشکل ہے کیونکہ جب بیت الخلا میں جائیں گے تو اسے کہاں رکھ کر جائیں گے؟

برف سے تیمم کا شرعی حکم.؟

سُوال: کیا برف سے تیمم ہو سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں! تیمم زمین یا زمین کی جنس یعنی جو چیز بھی زمین کی قسم سے ہو اس سے تیمم ہو سکتا ہے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الطھارات، الفصل الخامس فی التیمم، ۱/۳۵، سرکی روڈ کوئٹہ)

مٹی کے برتن سے بھی تیمم ہو سکتا ہے لیکن اگر مٹی کے برتن پر پگھلے ہوئے کانچ کی یا کسی اور چیز کی چکنی تہ چڑھی ہوئی ہو تو اس سے تیمم نہیں ہو سکتا۔ مٹی کے برتن کا باہر والا وہ حصہ جو رکھتے وقت زمین سے ملا ہوتا ہے اس پر تہ نہیں چڑھی ہوتی تو اس حصے پر ہاتھ پھیر کر تیمم کیا جا سکتا ہے۔

خانۂ کعبہ پر پہلی نظر پڑے تو کونسا عمل کیا جائے؟

سُوال: جب ہم مکہ مکرمہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْماً جائیں اور ہماری پہلی نظر خانۂ کعبہ پر پڑے تو ہم نوافل ادا کریں یا نظر جھکا کر کھڑے رہیں؟

جواب: جوں ہی کَعْبَۂ مُعَظَّمَہ پر پہلی نظر پڑے تو تین بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اور دُرود شریف پڑھ کر دُعا مانگیں کہ رَفِیْقُ الْحَرَمَیْن میں ہے: جب کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑتی ہے تو وہ قبولیتِ دُعا کا وقت ہے۔

(رفیق الحرمین، ص۹۱ ماخوذاً مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

لہٰذا اس وقت جو دعا مانگی جائے ضرور قبول ہوتی ہے۔ آپ چاہیں تو یہ دُعا مانگ لیں کہ یا اللہ! میں جب بھی کوئی جائز دُعا مانگا کروں وہ قبول ہوا کرے۔

قرآنِ کریم میں وضو کا حکم.؟

سُوال: کیا قرآنِ کریم میں وضو کے بارے میں حکم آیا ہے؟

جواب: وضو کے بارے میں قرآنِ کریم میں حکم موجود ہے چنانچہ پارہ 6 سُورۃُ

اَلْمَآئِدَۃ کی آیت نمبر 6 میں ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ-﴾ (پ٦، المائدۃ:٦)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منھ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔

شوہر کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر جانے والی عورت کا حکم.؟

سُوال: جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر چلی جائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو عورتیں بات بات پر گھر چھوڑ کر چلی جاتی ہیں, بات بات پر روٹھ کر میکے چلی جانے والی عورت اس حدیثِ پاک کو بار بار اپنے کانوں پر دہرائے اور دل کی گہرائیوں میں اُتارے ، سرکارِ مدینہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اور (بیوی) بغیر اجازت اس (یعنی شوہر) کے گھر سے نہ جائے اگر بلا ضرورت ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے یا واپس لوٹ نہ آئے اللہ پاک اور فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب النکاح، ما حق الزوج علی امراته، ۳/۳۹۷ دار الفکر بیروت)

بحمدہٖ تعالیٰ ہر عنوان کے تحت ضروری ہدایات اور احادیث کا چھوٹا سا رسالہ جمع کیا ہوں۔ اس لئے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ میری کوتاہیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔ خداوندکریم میری اس حقیر قلمی خدمتِ دین کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے (آمین)

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
کافر سے سود	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
جرمانہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سفرنامہ بلاد خمسہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
منصور حلاج	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فرضی قبریں	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
786/92	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سلاسل میں بٹے ہوئے سنی کب ایک ہوں گے؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

کلام عبید رضا	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	از قلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	از قلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	از قلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	از قلم عرفان برکاتی
مسائل شریعت (جلد 1)	از قلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفرنامہ عرب	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	از قلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	از قلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری

فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلی حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت حضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلَقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی

روشن تحریریں	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور
تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی

خودکشی	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد1)	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
سردی کا موسم اور ہم	از قلم خالد تسنیم المدنی
ردناصر رامپوری	از قلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	از قلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علماو مشائخ	از قلم (مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	از قلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت واہمیت	از قلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	از قلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	از قلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری وفنی جائزہ	از قلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	از قلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
مختصر مگر مفید	از قلم فیصل بن منظور
اللہ ورسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	از قلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی

تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	ازقلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	ازقلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	ازقلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	ازقلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	ازقلم ملا علی قاری حنفی
اذان سحر	ازقلم خلیل احمد فیضانی
قرآن کریم اور گلہ بانی	ازقلم ابوالفواد توحید احمد طرابلسی
سیرت مدار اعظم	ازقلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
ایک گناہ سترہ گواہ	ازقلم خالد تسنیم المدنی
بدعت اور ائمہ	ازقلم حسان رضا راعینی
ایمان کی باتیں	ازقلم محمد شاہ رخ قادری

DONATE ♥

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

amo.news/blog

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.

www.enikah.in

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm

9102520764

BANK DETAILS

Account Details :

Airtel Payments Bank

Account No.: 9102520764

(Sabir Ansari)

IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

ایمان کی باتیں

A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M O

ISBN (N/A)

AMO ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION